بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں جبلپور، اس کے مضافات اور ساگر میں اولاً اور پھر ان کے ردِّ عمل کے طور پر پاکستان میں جو انتہائی شرمناک اور افسوسناک واقعات پیش آئے ہیں، دنیا کا کوئی بھی معقول اور سنجیدہ انسان ان کی شدید ترین مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان واقعات نے یہ بتا دیا کہ جمہوریت، سیکولرزم اور اپنی تاریخی و تہذیبی عظمت کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود آزاد ہونے کے چودہ برس بعد بھی ہم کہاں ہیں؟ اور ہمارا اصل مقام کیا ہے؟ دونوں ملکوں میں یہ خونریزی، غارتگری اور قتل و سفاکی کے ہنگامے صرف اس لئے پیش آئے کہ جبلپور کے دو بدبخت مسلمان نوجوانوں نے ایک ہندو لڑکی کے ساتھ انتہائی مذموم و شنیع حرکت کا ارتکاب کیا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان کی یہ حرکت مسلمانوں کے ایما اور اشارہ سے تھی؟ کیا کسی مسلمان نے ان کے اس فعل کو سراہا؟ اس پر ان کو شاباش دی؟ ان چیزوں کا کیا ذکر۔ اسلام میں تو یہ حرکت اس قدر شدید جُرم ہے کہ اس کی سزا سنگسار کر دینا ہے۔ پھر مجرموں کو کسی نے پناہ بھی نہیں دی تھی اور وہ فوراً گرفتار کر لئے گئے تھے اس قدر واضح اور صاف حقیقت کے باوجود ہزاروں مسلمان گھر سے بے گھر ہو گئے۔ اچھے خاصے کھاتے پیتے لوگ نان شبینہ کو محتاج بن گئے۔ کتنے بچے یتیم اور کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں! آخر کس قصور میں اور کس جرم میں؟ کیا اُن کا جرم اس کے سوا کچھ اور بھی تھا کہ یہ سب ایک مذہبی اقلیت سے تعلق رکھتے تھے۔

ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں جو واقعات پیش آئے وہ کیف و کم کے اعتبار سے کتنے ہی مختلف ہوں لیکن نوعیت میں یکساں تھے۔ یہاں پولیس کی آنکھوں کے سامنے انڈین ہائی کمیشن پر حملہ ہوتا رہا اور اس نے جنبش نہیں کی۔ انڈین ہائی کمیشن پر کراچی میں حملہ ہوا تو یہاں کے بڑے بڑے زعمائے ملت۔ وزیر، پارلیمنٹری سکریٹری، ممبران پارلیمنٹ جن کی پھوٹی زبان سے جبلپور کے بارہ میں ایک حرف بھی نہیں نکلا تھا انھوں نے جھٹ اس کی مذمت میں ایک نہایت پُرزور بیان شائع کر دیا۔ دوسری طرف اقلیت نے اپنی مرعوبیت اور

ذلتِ نفس کا مظاہرہ اس طرح کیا کہ کراچی کے ہندوؤں نے ایک جلسہ کرکے اعلان کیا کہ چونکہ جبل پور میں مسلمانوں پر ظلم ہوا ہے اس لئے ہم اس سال ۲ مارچ کو ہولی نہیں منائیں گے

دنیا کی آنکھ میں خاک جھونکنے کے لئے اپنے منہ کتنے ہی بڑے بول بولے جائیں لیکن جس ملک کی اقلیت کا ایک طرف یہ عالم ہو کہ تمام دستوری تحفظات کے باوجود کسی شخصی فعل کی بنا پر یا بلا کسی سبب کے ہی وقت بے وقت دھر لئے جاتے ہوں اور اس کے نتیجہ میں شدید جانی اور مالی نقصانات سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہو پھر نہ مجرموں کو سزا ہو اور نہ ان مظلوموں کو اُن کے نقصانات کا بدلہ ملتا ہو۔ اُن کے مذہب اور تاریخ پر جارحانہ حملے کیے جاتے ہوں مگر انھیں پھر بھی دم سادھ کے رہنا پڑتا ہو اور دوسری جانب مرعوبیت اور خوف زدگی اس درجہ کی ہو کہ حکومت سے پروانہ خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خوشامدانہ بیانات شائع کرتے ہوئے انھیں شرم نہ آتی ہو۔ کیا ایسا ملک 'ترقی یافتہ' محفوظ اور مضبوط کہلا سکتا ہے؟ کیا اُس کی اقلیت کا اس طرح گھٹ گھٹ کے بے اعتمادی اور بے یقینی کے ساتھ رہنا خود اسی ملک کی سالمیت کے لئے خطرناک نہیں ہے؟ جو لوگ دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے وہ خود اپنے ساتھ بھی انصاف نہیں کرتے۔ قانون شکنی پر چشم پوشی اور اس طرح بالواسطہ مجرموں کی حوصلہ افزائی! اس کا لازمی نتیجہ ملک میں انارکی کا پیدا ہونا ہے! کسی ملک کی تباہی و بربادی کے اسباب باہر سے نہیں بلکہ اسی طرح اُسکے اندر سے پیدا ہوتے ہیں۔ فطرت کا یہ ازلی اور ابدی قانون ہے اور تاریخ عالم کا ہر صفحہ اس حقیقت کی صداقت کا گواہ ہے۔

ع حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

بہرحال یہ خوشی کی بات ہے کہ ان واقعات کی سنگینی نے دونوں حکومتوں کو بھی چونکا دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک میں وزیر اعظم نہرو نے، پارلیمنٹ کی مختلف پارٹیوں کے لیڈروں نے، اور کانگریس کے سرکردہ حضرات نے جبلپور و ساگر کے واقعات پر سخت غم و غصہ اور بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان واقعات کی تحقیق اور اُن پر رپورٹ دینے کی غرض سے ایک کمیشن کا تقرر بھی عمل میں آچکا ہے۔ کانگریس کے علاوہ کمیونسٹ پارٹی اور پرجا سوشلسٹ پارٹی کے جو وفد وہاں گئے تھے انھوں نے بھی ان واقعات کو ایک منظم سازش کا نتیجہ اور ملک کے لئے ان کو سخت خطرناک بتایا ہے انہیں واقعات کا اثر تھا کہ پنڈت نہرو کے سخت